بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گزارش

"حکمت اسلامیہ"، تصوف کے موضوع پر ایک اعلیٰ و منفرد تصنیف ہے۔ اسے علّامہ محمد عبد القدیر صدیقیؒ نے تحریر کیا تھا اور یہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن کے شعبۂ دینیات کے زیرِ اہتمام سنہ ۱۳۴۷ ہجری، مطابق سنہ 1929 عیسوی میں شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب کو جامعہ عثمانیہ نے اولاً نصابی کتاب کا درجہ دیا۔ اور پھر اس کے بعد بھارت کی کئی جامعات میں یہ بطور درسی کتاب شامل ہوتی رہی۔ اب یہ پاکستان کی جامعات کے نصابات میں بھی شامل ہے۔

مولانا محمد عبد القدیر صدیقی رحمتہ اللہ علیہ، (۱۸۷۱ء - ۱۹۶۲ء) کا تعلق حیدر آباد دکن، انڈیا سے ہے۔ ان کا شمار اسلامی دانشوروں میں کیا جاتا ہے۔ وہ کلیۂ دینیات، عثمانیہ یونی ورسٹی کے اولین رئیسِ کلیہ (ڈین) رہ چکے ہیں۔

صدیقی صاحبؒ نے علوم شرقیہ کی تعلیم پنجاب یونی ورسٹی سے ملحق دار العلوم کالج، حیدر آباد دکن سے حاصل کی تھی۔ پھر آپ دار العلوم کالج ہی میں تدریس سے وابستہ ہو گئے۔ جب ۱۹۱۸ء میں جامعہ عثمانیہ کا قیام عمل میں آیا تو دار العلوم کالج کو اس جامعہ میں ضم کر دیا گیا۔ یہاں انھیں مکمل پروفیسر کا درجہ دیا گیا۔ اس ادارے میں آپ کا تدریسی عمل ۲۰ سال تک جاری رہا۔ آپ ۱۹۳۲ء میں سبکدوش ہوئے۔

مولانا صدیقیؒ ایک مذہبی اسکالر، ایک مفسر، ایک محدث، ایک صوفی بزرگ اور ایک شاعر تھے۔ انھیں اردو، عربی اور فارسی زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ ان کے غیر معمولی علم

Siddiqui Publications

کے سبب آپ کو "بحر العلوم" اور استاذ الاساتذہ کہا گیا۔ آپ ۴۰ سے زیادہ کتابوں کے مصنف تھے۔ ان میں تصوف کے موضوع پر کئی کتابیں ہیں، جن میں "حکمت اسلامیہ"، "مرآۃ الحقائق"، "مکاتیب عرفان" بے حد معروف رہی ہیں۔ ان کے علاوہ تصوف ہی کے موضوع پر شیخ ابن عربیؒ کی مشہور تصنیف" فصوص الحکم" کا اردو زبان میں "تشریح و ترجمہ" بھی آپ کے اہم کاموں میں سے ایک ہے۔ وہ ایک مؤثر و ممتاز مفسر قرآن بھی تھے۔ ان کی "تفسیر صدیقی" ایک عمدہ اور نمایاں تصنیف ہے جو چھے جلدوں پر مشتمل ہے۔ وہ ایک پُر گو شاعر بھی تھے اور انھوں نے کئی زبانوں میں شاعری بھی کی۔ اس کے لیے تخلص، حسرتؔ اختیار کیا۔

تصوف کیا ہے۔۔۔؟

اس موضوع پر مولانا محمد عبد القدیر صدیقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"تصوف، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کو جاننے کے سوا کچھ نہیں۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات اور بندوں سے اس کا ربط کن کن علوم میں بیان کیا جاتا ہے۔۔۔؟

ان چیزوں پر متکلم، عقلِ سلیم سے غور کرتا ہے۔ صوفی بھی ان ہی سے بحث کرتا ہے مگر روحانی قوت سے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسماء و صفات سب قدیم ہیں۔ ان پر عقل والے اور کشف و اشراق والے سب ہی غور کرتے ہیں۔ اصل چیز قدیم رہتی ہے مگر بیان کرنے والے اس کے لیے اصطلاحات مقرر کرتے ہیں۔ ان اصطلاحات کے نئے ہونے سے اصل شئے نئی نہیں ہو جاتی۔ ہر شخص اپنی طرز اور نظریئے سے اصطلاح بناتا ہے۔ اللہ اور اس کے صفات کے متعلق تمام پیغمبر ایک ہی بات کہتے ہیں۔

متکلم (یعنی مذہبی امور کو عقلی دلیلوں سے ثابت کرنے کی مہارت رکھنے والے) سے پوچھیے، وہ کہتا ہے خدا ایک ہے اور اس کی صفات قدیم ہیں۔ صوفی (یعنی اتباعِ نبوت سے ممتاز اور کشف و شہود سے سرفراز شخص) بھی کہتا ہے کہ اللہ اور اس کی صفات قدیم ہیں۔

متکلم نے اللہ تعالیٰ کے متعلق کہا، وہ سب سے پہلے تھا، اس کا وجود بالذات ہے، اس کے سوا جتنے ہیں سب حادث ہیں۔ وہ اپنی ذات کے لحاظ سے اول ہے۔ صفات کے لحاظ سے ظاہر ہے۔ اور آثار کے لحاظ سے ظاہر ہے۔ اور وہ ذات کے لحاظ سے باطن ہے۔

صوفی کہتا ہے ھُوَ سے مراد ذاتِ واحد ہے۔ اول و آخر، ظاہر و باطن، یہ سب اس کے درجے ہیں۔ اس کو صوفی، وحدتِ مطلقہ کہتے ہیں۔ وہ ذات کو احدیت کہتے ہیں اور صفات کے لحاظ سے واحدیت۔ صوفی کے پاس اصل صفات، حیات، علم، سماعت، بصارت، قدرت، ارادہ اور کلام ہیں۔ متکلم، اللہ اور بندے کے ربط کے جاننے میں عاجز ہے۔ صوفی کہتا ہے، اصل اللہ کی ذات، بالذات ہے تو یہ سب بالعرض چیزیں اس سے غیر نہیں۔ بالذات کے بغیر کوئی بالعرض موجود نہیں ہو سکتا۔ وہ صاف صاف کہتا ہے کہ:

یہ سب روپ تیرے، تو بہروپیا ہے
تو ہر رنگ میں رہ کے سب سے جدا ہے

کیا یہی معنی قرآن کی آیت، هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (الحدید:۳) سے نہیں نکلتے؟ صوفی رات دن اللہ کی یاد کرتا ہے اور اس کو تجربہ و احساس ہوتا ہے کہ خدا کے سوا موجود بالذات کوئی نہیں۔

تمام پیغمبر ذات و صفاتِ الٰہی کو جانتے تھے اور مسلمان بھی ہمیشہ سے جانتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھو کہ اسلام، خاتم النبیین کا مذہب ہے۔ یہ، وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي [یعنی اور میں نے اپنی نعمت تم پر تمام اور پوری کر دی، (سورۃ المائدہ: آیت 3)] کی عنایت ہے۔ مسلمانوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جاننے والا کوئی نہیں۔ کوئی نور اور روشنی کی پوجا کرتا ہے۔ کوئی فعل و انفعال، باپ بیٹا اور روح القدس کی۔ یا پھر مادّہ و صورت، جیو اور خلو کا قائل ہے۔۔ توحید تو صرف مسلمانوں کا حصہ ہے"۔

اور اب کچھ معروضات:

پاکستان میں اس اہم کتاب کے کئی ایڈیشن کراچی اور لاہور سے شائع ہوئے۔ تاہم عام طور پر اب یہ کتاب نایاب ہے۔اس کی اہمیت کے پیش نظر خیال ہوا کہ اس کتاب کو سہولت سے دستیاب ہونا چاہیے۔ چناں چہ اسے ایک بار پھر پیش کیا جارہا ہے۔

یہ ایک فنی نوعیت کی تصنیف ہے لہذا اس کے متن میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی ایسا کرنے کا کسی کو کوئی مجاز ہے۔ البتہ قارئین کی کشش اور وضاحت کے لیے جہاں جہاں ممکن ہوا اسے جدید طرز سے ضرور پیش کیا جارہا ہے۔ جیسے، ابواب کی تشکیل کے علاوہ ان کے نئے نمبر اور ذیلی نمبر اپنے طور پر ڈالے گئے ہیں۔اسی طرح کتاب کی ابتدا میں "شجرۃ الکون" کے عنوان سے دیے گئے ایک بڑے گوشوارے (چارٹ) کو ابواب کی مناسبت سے یہاں چار گوشواروں میں تقسیم کر دیا گیا ہے، تاکہ گوشواروں اور متن کو بہ سہولت مربوط کیا جاسکے۔

یہ کتاب خالصتاً علمی ہے لہٰذا اصطلاحات اور محاوروں کا استعمال ناگزیر تھا۔ مولانا صدیقیؒ نے اکثر ان کی تصریحات اپنی تحریر میں مناسب مقامات پر خود ہی کر دی ہیں، تاہم ناچیز نے ان اصطلاحات کی ایک الگ فرہنگ (لغت) بھی ترتیب دے دی ہے اور اسے اس تعارف کے فوری بعد پیش کیا جارہا ہے تاکہ قارئین ان علمی و فنی الفاظ و اصطلاحات کے معنی و مفہوم کو پہلے ہی ذہن نشین کرلیں تو کتاب کا متن سمجھنے میں مدد ملے گی۔ کتاب کی عبارت میں اعلیٰ اظہارِ بیان بھی پایا جاتا ہے۔ فی زمانہ زبان کا معیار بدل چکا ہے۔ لہٰذا کئی الفاظ ایسے ملتے ہیں جن کے معنیٰ آج کے عام قاری کو غالباً پوری طرح معلوم نہ ہوں۔ چناں چہ یہاں ایسے علمی الفاظ اور ان کے معنیٰ بھی شامل کر دیے گئے ہیں۔ اسی طرح متن میں موجود تمام قرآنی آیات اور عربی کلمات کے ترجموں کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں فارسی کلام بھی ہے۔ فارسی زبان آج کل ناپید سی ہورہی ہے، یوں مناسب لگا کہ اسی فہرست میں فارسی کا ترجمہ بھی شامل کر دیا جائے۔ اس ترجمے کے لیے جناب رضوان احمد نقشبندی، پرنسپل جامعہ انوار القرآن، گلشن اقبال سے مدد لی گئی ہے جس کے لیے میں ان کا ممنون ہوں۔

محمد عبد الاحد صدیقی

اپریل ۲۰۱۴ء